بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِشارات

کئی مہینے سے پرچہ مسلسل تاخیر سے شائع ہو رہا ہے۔ خریداروں کی شکایات جس قدر بڑھتی جاتی ہیں میری شرمندگی بھی اسی قدر بڑھ رہی ہے۔ مگر مشکل یہ ہے کہ تاخیر کے جو اسباب ہیں ان کا علاج میرے اختیار میں نہیں تاوقتیکہ رسالہ کے ہمدرد اور قدرشناس میری اعانت نہ کریں، میں ان مشکلات کو دفع نہیں کرسکتا جن کی وجہ سے اس کی زندگی خطرہ میں پڑ گئی ہے۔ اگر یہ کوئی تجارتی رسالہ ہوتا اور میں نے اپنی ذاتی غرض کے لیے اس کو جاری کیا ہوتا تو بلاشبہ اس کو چلانے یا نہ چلانے کی ذمہ داری تمام تر میری ذات پر ہوتی۔ قوم کو یہ کہنے کا حق تھا کہ ہمیں تمہاری مشکلات سے کیا بحث۔ چیز اچھی دوگے اور وقت پر دوگے، خرید لیں گے، نہ دوگے نہ خریدیں گے۔ لیکن شائد یہ بات میں کسی خودستائی و استکبار کے بغیر کہہ سکتا ہوں کہ ترجمان القرآن سے میرا کوئی ذاتی مفاد وابستہ نہیں، بلکہ پوری قوم کا مفاد وابستہ ہے۔ گو اپنی حد تک میں اپنا فرض سمجھ کر ہی اس کو چلا رہا ہوں، اور اپنے آپ ہی کو اس کا ذمہ دار سمجھتا ہوں، مگر کم از کم مجھے یہ کہنے کا حق تو ضرور ہے کہ جس طرح اس خدمت کو انجام دینا میرا فرض ہے، اسی طرح مجھے اس کی انجام دہی کے قابل بنانا قوم کا بھی فرض ہے۔ میں اپنے ان دوستوں اور ہمدردوں کا دل سے شکرگذار ہوں جنہوں نے رسالے کی اشاعت بڑھانے میں میری مدد کی ہے۔ لیکن محض چند افراد کی کوششوں سے کیا ہوسکتا ہے۔ ضرورت تو اجتماعی کوشش کی ہے۔ اب ایسا وقت آگیا ہے کہ اگر اس پرچہ کو زندہ رکھنا ہے اور فی الواقع اس کی زندگی کی کوئی ضرورت محسوس کی جاتی ہے تو اس کے تمام ہمدردوں کو خاص طور پر توسیع اشاعت

کی طرف توجہ کرنی چاہیے۔ آئندہ پانچ مہینوں میں اس کی زندگی اور موت کا فیصلہ ہونا ہے اگر خریداروں کی تعداد میں کافی اضافہ نہ ہوا، تو میں عرض کیے دیتا ہوں کہ محض ساڑھے تین سو خریداروں کے بل پر اس معیار کے پرچے کو چلانا میری قدرت سے باہر ہے۔

اس رسالہ میں اب تک متعدد مضامین ایسے شائع ہو چکے ہیں جن کا محض ایک مرتبہ رسالہ میں شائع ہو جانا کافی نہیں، بلکہ انہیں مستقل کتابی صورت میں طبع کرنے اور کثرت سے پھیلانے کی ضرورت ہے۔ مثال کے طور پر چند مضامین کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے جن کے عنوانات دیکھ کر ناظرین کو ان کی اہمیت یاد آجائے گی۔

اسلامی تہذیب اور اس کے اصول و مبادی۔

قومیت اسلام (فتنۂ وطن پرستی کا رد)

قرآن اور حدیث (فتنۂ انکار حدیث کا رد)

رسالت (ایمان بالرسالت کی اہمیت اور ان بہت سی غلط فہمیوں کا ازالہ جو رسالت کے باب میں پائی جاتی ہیں)

اسلام اور ضبط ولادت

عبادت

حقوق الزوجین

سود

پردہ

ان کے علاوہ اشارات کے زیر عنوان جو کچھ لکھا گیا ہے اگر اس کے بھی متعدد مجموعے مختلف عنوانات کے تحت مرتب کر کے شائع کیے جائیں تو یقیناً مفید ثابت ہوں گے۔ ممکن ہے کہ فروع میں کسی کو مجھ سے

اختلاف ہو۔ اور ایسا کون ہے جس کی ہر بات سے ہر شخص متفق ہو جائے، لیکن اصول کی حد تک میں سمجھتا ہوں کہ جن لوگوں نے مذکورۂ بالا مضامین کو پڑھا ہے وہ بالاتفاق تسلیم کریں گے کہ میں نے ایک صحیح اور متوسط راستہ کی طرف مسلمانوں کو دعوت دی ہے، اور اسلامی تعلیمات کی تشریح و تفہیم میں وہ طریقہ اختیار کیا ہے جو افراط و تفریط سے پاک اور ضروریات زمانہ کے مطابق ہے۔ دورِ جدید کی گمراہیوں کے استیصال اور مسلمانوں کے بگڑے ہوئے نقطۂ نظر کی اصلاح اور ان کے اندر دین کی سمجھ اور عمل کی روح اور اطاعت کا جذبہ پیدا کرنے کے لیے ان مضامین کی اشاعت ضروری ہے، اور حالات جس قدر زیادہ بگڑتے جاتے ہیں اسی قدر یہ ضرورت بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ میں ایک مدت سے اس ضرورت کو محسوس کر رہا تھا۔ مگر میری خواہش یہ تھی کہ مجھے خود اپنی قوت بازو سے اس کام کو انجام دینے کی توفیق میسر آ جائے اور کسی سے مدد مانگنے کی حاجت نہ ہو۔ اسی انتظار میں مہینوں پر مہینے اور سال پر سال گزر گئے۔ اب دیکھتا ہوں کہ ایک طوفانِ عظیم مسلمانوں کے سر پر آ پہنچا ہے، اور اس طوفان سے ان کا سلامت گزر جانا بغیر اس کے ممکن نہیں کہ ان کے اندر دین کی سمجھ اور طریق اسلام و طریق کفر و فسق کی تمیز پیدا کی جائے۔ اسی خطرہ نے مجھ کو اپنی ہٹ سے باز آ جانے پر مجبور کر دیا ہے اور آج میں دلی کراہت کے ساتھ اس کام میں اپنی قوم کے دولتمندوں سے مدد مانگتا ہوں۔

اجتماعی مفاد کے لیے اجتماعی کوشش ناگزیر ہے۔ تنہا ایک شخص اپنی قوت اور اپنے ذرائع سے کوئی بڑا کام نہیں کر سکتا۔ خود ہمارے آقا و مولیٰ علیہ وعلیٰ آلہ التحیۃ والسلام نے بھی تبلیغ دین اور جہاد فی سبیل اللہ میں اپنی امت سے مدد لی ہے۔ پس اگر ان کی ملت کا ایک خادم اسی کام کے لیے قوم سے مدد مانگے تو یہ کوئی عیب نہیں۔ لیکن جو چیز آج تک مجھ کو یہ طریقہ اختیار کرنے سے روکتی رہی، اور جس کی وجہ سے آج بھی میں اس میں کراہیت محسوس کرتا ہوں وہ صرف یہ ہے کہ ایک طرف قومی کارکنوں نے اپنی

حرکات سے نہ صرف اپنا بلکہ قومی خدمت کا بھی اعتبار کھو دیا ہے اور دوسری طرف آج کل مسلمانوں کے حوصلے پست اور اخلاق ان سے بھی زیادہ پست ہو گئے ہیں۔ اول تو خدا کی راہ میں صرف کرنے کا خالص جذبہ ہی ان میں برائے نام باقی رہ گیا ہے۔ پھر اگر وہ اس راہ میں کچھ نکالتے بھی ہیں تو دل کی تنگی ان کے نفس میں ہزار قسم کی بدگمانیاں پیدا کرتی ہے اور اس پر اخلاق کی یہ حالت ہے کہ اپنے ایک بھائی کو بے ایمان، خائن، چور کہہ دیتے ہیں ان کو ذرا تامل نہیں ہوتا۔ پچھلے چند برسوں میں پبلک فنڈ سے کام کرنے والوں کی جو رسوائیاں ہو چکی ہیں ان کا حال اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا ہوں۔ ایسی حالت میں کسی عام چندہ کی ذمہ داری اپنے سر لیتے ہوئے میری روح کانپتی ہے۔ مگر چونکہ کام ضروری ہے اور وقت کا تقاضا شدید ہے اس لیے بڑے تأمل اور کافی غور و خوض کے بعد میں نے ایک تجویز سوچی ہے اور اس کو یہاں بیان کیے دیتا ہوں۔

تجویز یہ ہے کہ ترجمان القرآن کے ناظرین میں سے جو اصحاب ذی استطاعت ہوں وہ اس مد میں صرف سو سو روپے یکمشت دے دیں۔ اگر پچیس تیس آدمی بھی ایسے نکل آئیں تو ڈھائی تین ہزار کی رقم جمع ہو سکتی ہے جس سے مذکورۂ بالا رسائل بآسانی طبع کرائے جائیں گے۔ ان رسالوں کی قیمت لاگت سے دس فی صدی زیادہ رکھی جائے گی اور ان کی فروخت سے جو کچھ وصول ہوگا اس کو انہی رسالوں کی دوبارہ اشاعت اور ایسے ہی دوسرے رسالوں کی اشاعت کے لیے مخصوص رکھا جائیگا۔ نہ میں خود اس کو استعمال کروں گا، نہ ترجمان القرآن میں صرف کروں گا۔ تمام حسابات باقاعدہ رکھے جائیں گے اور ہر تیسرے مہینے یا چھٹے مہینے معطی صاحبان کے پاس بھیج دیے جائیں گے۔ کسی معطی کا نام شائع نہ کیا جائے گا۔ اس لیے کہ مسلمان کی خیرات کا اشتہار دینا دراصل اس کے روپے کو ضائع کرنا ہے اور ایسے بذل مال میں کوئی برکت بھی نہیں ہوتی جس میں ریا اور نمائش کا جذبہ شامل ہو جائے۔ صرف

وہی حضرات اس کام میں حصہ لیں جو محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے طالب ہوں اور آخرت کے ثواب کا یقین رکھتے ہوں چھوٹے چھوٹے متفرق چندے شکریہ کے ساتھ واپس کر دیے جائیں گے، اس لیے کہ میں معطیوں کی تعداد محدود رکھنا چاہتا ہوں پچیس تیس آدمیوں کو حساب بآسانی دے سکوں گا مگر ہزار آدمیوں کو حساب دینا میرے بس کا کام نہیں۔

ممکن ہے کہ بعض لوگوں کو لاگت سے دس فی صدی زیادہ قیمت رکھنے پر اعتراض ہو، لہٰذا رفع شک کے لیے یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ ترجمان القرآن میں ابھی اور بہت سے مضامین شائع ہونے والے ہیں جو نہایت اہم مسائل سے تعلق رکھتے ہیں۔ عنقریب ایک مضمون کا سلسلہ شروع ہونے والا ہے جس میں کمیونزم پر مفصل تنقید ہوگی اور اصول اسلام سے اس کا تقابل کیا جائے گا۔ اسلامی تہذیب اور اس کے اصول و مبادی کی تکمیل بھی کرنی ہے۔ اب تک اس کے صرف تین باب لکھے گئے ہیں۔ دو باب ابھی باقی ہیں اور وہ موجودہ زمانہ کی ضروریات کے لحاظ سے خاص اہمیت رکھتے ہیں۔ ان میں اسلام کے نظام اجتماعی کا نقشہ اپنی تمام تفصیلات کے ساتھ پیش کیا جائے گا جس سے اسلامی زندگی کی پوری تصویر سامنے آ جائے گی اور ایک ہی مرقع میں لوگ دیکھ لیں گے کہ یہاں اخلاق، معاشرت، معیشت، سیاست، عدل و قانون، اور بین الاقوامی تعلقات کے مختلف شعبوں کو کس شکل میں، کس طریقہ سے اور کس تناسب کے ساتھ رکھا گیا ہے۔ یہ اور ایسی ہی دوسری چیزیں جو آئندہ نکلنے والی ہیں، ان کی اشاعت کا بھی کوئی بندوبست ہونا چاہیے۔ بجائے اس کے کہ بار بار لوگوں سے اعانت کی اپیل کی جائے، میں زیادہ مناسب یہ سمجھتا ہوں کہ انہی رسالوں کی قیمت میں لاگت پر اتنا اضافہ کر دیا جائے کہ اس سے دوسرے رسالوں اور کتابوں کی اشاعت کے لیے سرمایہ بہم پہنچ جائے۔ اس طرح چند اشخاص پر زیادہ بار پڑنے کے بجائے بہت سے اشخاص پر تھوڑا تھوڑا بار پڑے گا، اور اس نشر و تبلیغ کا